ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

اسلوب کیا ہے؟

What is style?

حنا تحسین

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو

لاہور گیریژن یونیورسٹی لاہور

ڈاکٹر محمد اعجاز تبسم

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو لاہور گیریژن یونیورسٹی لاہور

Abstract

The style is the mirror of the personality. This is the reason that the reflection of the personality of any writer is reflected in his writings. Until our mind carves the impressions of this writer. Sometimes very deep points are revealed to us through stylistic study, and through this we are in the tradition of literature. They are successful in determining the position and status of any writer. It is the style that identifies the writer.

While writing criticism, I wanted to adopt an effective, attractive and interesting style, especially when writing a teaching criticism, it is not written for a researcher or critic, but the readers are ordinary readers or students of literature. Those who do not accept a serious, dry or cumbersome style. They want something that they can read with pleasure, that will keep their interest and through which they will also get information. The same criticism will be read with interest and will attract the attention of the reader. Therefore, it is very important for a critic to keep a grip on his writing style.

اسلوب شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی ادیب کی شخصیت کا عکس اس کی تحریروں میں جھلکتا ہے۔ جیسے جیسے اس کے اسلوب سے واقفیت ہوتی جاتی ہے اسی طرح اس کی شخصیت کی پرتیں ہمارے سامنے کھلتی چلی جاتی ہیں یہاں تک کہ ہمارا ذہن اس ادیب کے نقوش تراش لیتا ہے۔ بعض اوقات اسلوبیاتی مطالعے سے بہت گہرے نقطے بھی ہمارے سامنے آتے ہیں، اور اسی کے ذریعے سے ہم اردادب کی روایت میں کسی بھی ادیب کا مقام و مرتبہ متعین کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ یہ اسلوب ہی ہے جو اپنے لکھنے والے کی پہچان ہوتا ہے۔

سید عابد علی عابد رقم طراز ہیں:

”اسلوب سے مراد کسی لکھنے والے کی وہ انفرادی طرزِ نگارش ہے جس کی بنا پر وہ دوسرے لکھنے والوں سے متمیز ہو جاتا ہے“

ادبی تنقید نگاری میں اسلوب کے حوالے سے جو پہلی مثال ہمارے سامنے آتی ہے وہ محمد حسین آزاد کی ”آب حیات“ ہے، جس کے اسلوب پر ہمارے ناقدین نے بہت اعتراضات کیے ہیں اور اسے شاعرانہ رنگین بیانی اور عبارت آرائی کا نمونہ قرار دیا ہے۔ لیکن آج اگر ہم غیر جانبدار ہو کر تجزیہ کریں تو یہ راز منکشف ہو گا کہ ”آب حیات“ کو آج جو مقبولیت اور بقائے دوام حاصل ہے اس کا ایک بڑا سبب اس کا اسلوب ہے کیونکہ اس اسلوب میں نہ صرف محمد حسین آزاد کی شخصیت نظر آتی ہے بلکہ اس زمانے کی تہذیب بھی منعکس ہوتی ہے۔

اسلوبیاتی حوالے سے دوسری بہترین مثال ڈاکٹر جمیل جالبی کی ”تاریخ ادب اردو“ کی ہے۔ ناقدین کو اُن کے اسلوب پر بھی اعتراض ہوا۔ وہی ناقدین کی ہر اچھی چیز میں کیڑے نکالنے کی عادت یہاں پر بھی ظاہر ہوتی ہے۔ ایک طرح سے تو ناقدین کے یہ اعتراضات ان کے حق میں ہی جاتے ہیں ظاہر سی بات ہے جب کوئی چیز آپ کو اپنی طرف متوجہ ہی نہیں کرے گی تو آپ نہ اس پر اعتراض کر سکیں گے اور نہ اس کی تعریف میں چند الفاظ کہہ سکیں گے۔ یہی حال اسلوب کا ہے جو اسلوب متوجہ کرے گا اسی کے حق میں یا مخالفت میں رائے دی جا سکے گی۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

اب آتے ہیں وحید قریشی کے تنقیدی اسلوب کی طرف، ان کی تنقید میں بھی ہمیں بہت سی خصوصیات نظر آتی ہیں۔ان کی تنقید میں اسلوب کی دلکشی پائی جاتی ہے اور اس حوالے سے ہمارے سامنے تنقید کی مختلف کتابیں آتی ہیں۔

تنقید لکھتے ہوئے پر اثر، پر کشش اور دلچسپ اسلوب اپنانا چاہیے خاص طور پر اس وقت جب ایک درسی تنقید لکھ رہے ہوں کیونکہ یہ کسی محقق یا ناقد کے لیے نہیں لکھی جاتی بلکہ اس کو پڑھنے والے ادب کے عام قاری یا طلبا ہوتے ہیں جو سنجیدہ، خشک یا بوجھل اسلوب کو قبول نہیں کرتے۔ انہیں کوئی ایسی چیز چاہیے ہوتی ہے جسے وہ ذوق و شوق سے پڑھیں، جو ان کی دلچسپی کو برقرار رکھے اور جس کے ذریعے سے ان کو معلومات بھی حاصل ہو جائیں۔ جس تنقید میں اسلوب کی سحر کاری ہو گی وہی تنقید دلچسپی سے پڑھی جائے گی اور قاری کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائے گی۔ اس لیے ایک نقاد کو اپنے انداز نگارش پر گرفت رکھنا بہت ضروری ہے۔

محمد سعید رقم طراز ہیں:

"اسلوب بڑا نازک مزاج ہوتا ہے۔ اسے روٹھنا اور بننا بہت آتا ہے۔ آپ ذرا اس سے بیگانگی یا بے نیازی برتیں یہ الگ ہو بیٹھے گا اور اگر آپ اسے توجہ دیں اور ذرا ناز برداری کریں تو پھر یہ آپ کی تحریروں کی زندگی کو پر وقار اور سدا بہار بنا دیتا ہے۔ ان میں ایسے رنگ بھرتا ہے جو کبھی ماند نہیں پڑتے لیکن شرط یہ ہے کہ اس ناز برداری میں دوغلا پن نہ ہو کیونکہ منافقت سے اسے نفرت ہے اگر آپ دل سے اس کو اپنا سمجھیں اور قدر کریں تو یہ آپ میں ضم ہو کر آپ کو صاحب اسلوب بنا دے گا۔ تاریخ میں صاحب اسلوب ہی زندہ رہتا ہے"

ڈاکٹر وحید قریشی کا اسلوب بیان شگفتہ اور دلچسپ ہے۔ بے شک ایک ادبی نقاد کا اسلوب ایسا ہی ہونا چاہیے لیکن جہاں تک بات ہے ان کے اسلوب پر کیے جانے والے اعتراضات کی تو وہ بھی ہمیں کسی حد تک درست نظر آتے ہیں اس لیے ان کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈاکٹر وحید قریشی کا اسلوب دلچسپ اور پر کشش ہے لیکن کہیں کہیں ان کے اسلوب کا رنگ بہت چوکھا، تیز اور نوکیلا ہو جاتا ہے اس حوالے سے ان کو یہ کہہ کر بری الذمہ قرار دے دینا کہ چونکہ ان کی تاریخ تنقیدی نوعیت کی ہے یا وہ "خاص اسلوب تنقید" رکھتے ہیں اور تنقید میں یہ سب جائز ہے تو ایسا کہہ کر انہیں کسی بھی طرح بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بے شک ڈاکٹر وحید قریشی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کا ایک خاص نقطہ نظر ہے جو نفسیاتی و تنقیدی ہے اور اسی تنقید میں انہوں نے یہی نقطہ نظر اپنایا ہے تو کیا ادبی تاریخ صرف تنقیدی نقطہ نظر اپنانے سے لکھی جاسکتی ہے؟ اس میں تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں؟ اگر ایسی ہی بات ہے تو ان کی تاریخ میں جابجا سنین کی بھرمار سمجھ سے باہر ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ایک مستند اور اچھی ادبی تنقید اعلیٰ تحقیقی و تنقیدی شعور کے بغیر نہیں لکھی جاسکتی۔

ڈاکٹر تبسم کاشمیری رقمطراز ہیں:

"ہمارے ہاں نقادوں نے جو تنقیدیں لکھی ہیں وہ تنقید کے اعتبار سے کمزور ہیں ان پر تنقید بہت غالب آگئی ہے...اگر نقاد کا کام تنقیدی اعتبار سے کمزور ہے تو وہ غلط نتائج تک پہنچے گا اور اگر نقاد تنقید کے تقاضے پورے نہیں کرتا تو تنقید کی تحسین و تفہیم غیر معیاری سمجھی جائے گی۔ اس لیے ایک اچھی تنقید لکھنے کے لیے ضروری ہے کہ مصنف تحقیق اور تنقید پر قادر ہو اور ان دونوں کے امتزاج اور توازن سے تنقید نویسی کا کام کرے دونوں کے درمیان کسی بھی قسم کا عدم توازن تنقید کو برباد کرنے کا سبب بن سکتا ہے"

ڈاکٹر تبسم کاشمیری کے اس اقتباس کے بعد تنقید نگاری میں تحقیق و تنقید کی اہمیت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے اور جہاں تک بات ہے ایک تنقیدی کتاب کے اسلوب کی تو اس میں بھی احتیاط کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے بعض اوقات بے باک تنقیدیں قاری کے دل کو ٹھیس پہنچانے کے ساتھ ساتھ ادب کے تقاضوں کو بھی مجروح کرتی ہیں۔

ڈاکٹر وحید قریشی کے اسلوب بیان کی حمایت ہی کے حوالے سے محمد سعید ایک معتبر حوالہ ڈاکٹر جمیل جالبی کے اسلوب بیان کو قرار دیتے ہیں کہ ڈاکٹر جمیل جالبی کی تنقید اسلوبیاتی سطح پر تمام تقاضوں پر پورا اُترتی ہے اور جس کی وہ اقتباسات کے ذریعے وضاحت بھی کرتے ہیں لیکن شاید ان کی نظر ڈاکٹر جمیل جالبی کے ان الفاظ پر نہیں پڑی:

"ایسا اسلوب جو آئینے کی طرح صاف و شفاف ہو، رواں شگفتہ ہو اور عام بول چال کی زبان سے قریب ہوتے ہوئے بھی "ادبی" ہو۔ تنقید ادب لکھتے ہوئے میں نے رنگین، شاعرانہ اسلوب سے حتی الوسع دامن بچایا ہے تاکہ اسلوب کی رنگینی اصل تاریخ کو ماند نہ کر دے"

ڈاکٹر وحید قریشی کا اسلوب شگفتہ دلچسپ اور عام بول چال کی زبان سے قریب ہے لیکن کہیں کہیں ان کی تنقید میں انوکھا اور منفرد انداز پایا جاتا ہے۔ ادبی تنقید نگاری میں ڈاکٹر وحید قریشی نے ایک نیا رجحان پیدا کیا ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے ناقدین کا نفسیاتی مطالعہ کیا ہے۔ بے شک اس سے پہلے مستند ادبی تنقیدوں میں ناقدین نے ایسا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

نقطہ نظر نہیں اپنایا لیکن ڈاکٹر وحید قریشی نے تو کوشش کی ہے کہ کچھ منفرد کیا جائے۔اب یہ آنے والے ناقدین پر منحصر کرتا ہے کہ وہ اس نقطہ نظر کو قبول کرتے ہیں یارد کرتے ہیں۔بہر حال تنقید کے اس پہلو کو ہم نظر انداز نہیں کرسکتے کیونکہ تنقیدی دبستان میں نفسیاتی تنقید کی بھی ایک مسلّم حیثیت ہے۔

جہاں تک بات ہے کتاب کو" بیسٹ سیلر "بنانے کی یا اس کے کاروباری نقطہ نظر کی تو صلہ و ستائش کی تمنا تو ہر انسان کی جبلی خواہش ہے۔اس سے انکار ممکن نہیں ۔ادیب جب کچھ لکھتا ہے تو پھر اس کا یہ حق ہوتا ہے کہ اسے اس کا صلہ بھی ملے چاہے وہ ستائش کی صورت میں ہو یا انعام کی صورت میں۔لہٰذا ہمیں بھی ڈاکٹر وحید قریشی کو ادبی معیار پر پرکھنا چاہیے نہ کہ اس معیار پر کہ انہوں نے کاروباری نقطہ نظر سے تنقید لکھی ہے۔ڈاکٹر وحید قریشی کا اسلوب ان کی شخصیت کی طرح شائستہ اور مہذب ہے اور ان کی شخصیت کی طرح دلکش اور دلچسپ ہے۔ان کے اسلوب میں ان کی شخصیت نظر آتی ہے۔لیکن یہاں بات ہے ادبی تنقید نگاری کے اسلوب کی کہ ادبی تنقید لکھتے ہوئے ان کا اسلوب کیسا ہے یا کیسا ہونا چاہیے؟ادبی نقاد کے حوالے سے ڈاکٹر وحید قریشی صاحب اسلوب نظر آتے ہیں لیکن انہوں نے سیدھے سادھے انداز میں اپنی بات کہہ دی ہے۔ان کی تنقید میں ہمیں اسلوبیاتی دلکشی نظر آتی ہے۔کوئی بھی ناقد ایسا اسلوب بیان نہیں کرسکتا یعنی اسلوبیاتی حوالے سے ان کی تنقید میں نیا پن پایا جاتا ہے۔ڈاکٹر وحید قریشی نے دلچسپ اور دلکش انداز میں اپنی بات قاری تک پہنچائی ہے۔

اسلوب کیا ہے؟

لفظ اسلوب انگریزی کے اسٹائل سے مترادف ہے۔یونانی میں اسٹائیلاز (stylos) اور لاطینی میں اسٹائلس (stylus) اسلوب کا ہم معنی ہے اور ہندی میں شیلی کہتے ہیں۔انسائیکلوپیڈیا آف برٹینکا میں اس لفظ کا رشتہ لاطینی سے جوڑا گیا ہے لیکن اس امر کی بھی عقدہ کشائی کی گئی ہے کہ یہ ثابت کرنا مشکل ہے کہ اس لفظ کا ہمیشہ وہی مطلب اخذ کیا جاتا رہا ہے جو اسٹائل میں مضمر ہے ساتھ ہی اس کے مطلب ہیں لکھنے کا طریق کار، لکھنے کا قلم، تیز چلنے والا قلم یا لکھنے کا کوئی نوکیلا آلہ کار برٹینکا کے الفاظ ملاحظہ کریں۔

"ONLY IN LATE LATIN DOES STILUS, THEWORD FOR THE SHARP POINTED INSTRUMENT FOR WRITING, USUALLLY ON WAY, BIGIN TO MWAN ALSO A MANNER OF WRITING AS PEN NOW DOES IN SUCH EXPRESSIONS A FLUENT AND AN ACID PEN AND EVEN HERE MODERN READERS MUST BE ALTER FOR DEVIATION OF ENGLISH STYLE FROM STILES DOES NOT PROVE THAT STYLES ALWAYS MEANT STYLES THE LATIN TERM WAS RESERVED ENTIRELY FOR DISCUSSIONS OF WRITING AND SPEAKING AND USUALLY FOR TREATISES ON RHETORIC MORE OVER IT SEEM TO HAVE IMPLIED, LITTLE MORE THAN SYLES IN SENSE OF A SKILL, OR GRACE AND OF A MANNER SANCTIONED BY A STANDARD APARENTLY AND AUTHOR OR ORATOR IN THE CLOSING YEARS OF THE ROMAN EMARE 5:H CEM. A.D".

USLUB اسلوب Order, Arrengment, mode, means, measure, manner methed, form, figure, a lions neck, a prominence of nesea.

USLUB= DAR اسلوب دار=Methodical, well-arranged, well proportioned, symmetrical, etc. gane.2.

USLUB=اسلوب=Way, course, manner, style, method, length. 3.

.1 A comprehensive Persion-English Dictionary- F steingass.oriental book Reprint Corporation first Indion Edition. 1973.

.2 Do

.3 A dearness Arabic- English dictionary- F steingass Assian Publishers. 1978.

لفظ اسلوب، عربی لفظ اسلوب (ا+س+ل+و+ب=) مذکر واحد سے مشتق ہے جس کی جمع اسالیب (ا+س+ا+ل+ی+ب=) مذکر ہے اردو میں بعض لوگ اسلوب کے بجائے اسلوب یعنی الف پر پیش کے بجائے زبر کی آواز سے تلفظ کرتے ہیں۔ لغات میں پیش ہی کی آواز کو تسلیم کیا گیا ہے۔ نوراللغات کے مطابق اسلوب (ع- بالضم) مذکر۔ راہ، صورت، طور، طرز، روش، طریقہ، اسلوب، بندھنا، لازم صورت پیدا ہونا، راہ نکلنا، خاتمہ کلام پر شوق یہ شعر تحریر ہے۔

پہنچا جس وقت سے مکتوب
زندگی کا بندھا کچھ اسلوب

چیمبرس ڈکشنری کے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔

Style: a literary composition, manner of writing. mode of expressing thought in language or of expressions, execution, action or bearing generally. The distinctive manner peculiar to an author or other.

particular custom or form observed, as by a printing house in optional matter (style of the house) or by lawyers in drawing up deeds., designation a manner. form fashion an air of fation or censequence; kind; type in Botany :- (in science) the slender the gynaeceum, bearing the stigma; the gnomen of a dial: a hand, potter index. Page no. 1097

آکسفورڈ انگلش ڈکشنری کے مطابق

۱۔ لکھنے کا طریقہ، بڑے سیاق میں اظہار کا طریق کار۔ اس لغوی تعریف کی پیدائش اسٹائیلس، لاطینی سے ہے جس کا مطلب قلم ہے قلم سے قلم کے استعمال کرنے کا ڈھنگ کی شکل پیدا ہوئی ہندوستانی مصوری میں بھی قلم کا استعمال اسلوب کے لئے ہوتا ہے۔

۲۔ کسی ادبی شخصیت اور مقرر کی بھی ادبی گردہ یا دور کا اپنا منفرد طریق اظہار مصنف کا تخلیقی ضابطہ جس میں توضیح، قوت تاثیر اور حسن وغیرہ اجزا موجود ہوں۔

سٹائل اور سٹائل کے الفاظ اس طرح سے ہیں۔

"The parent word is stilus, which was the name of the largemetal needle the ancient Romans used for writing on waxed tablets. At first, then," style" Simply meant "writing,abd ab"persons, style" was the particular way be wrote- how be shaped his. letters and how he chose he words. Style has come to mean the distinctive way thing is done ".

A Dietionary of Phrase and Fable۔ میں سٹائل کی تعریف یوں بھی بیان ہوئی ہے

"Style is from the Latin style (an iran pencil for writing on waxen tablets, etc.) The characteristic of a persons writing is called his style. Metaphorica lly it is applied to compositions and speech. Good writing is stylists end by exte nsion, smartness of dress and department is so callad Style is the dress of thought, and a well dressed thought like a well dressed men, appears to great advantage. (cnester field: letter box 1, page no.1040".(

یہاں ہل ڈکشنری آف آرٹ کے الفاظ بھی قابل مطالعہ ہیں:

"Style: Configugration of artistic etc.Ments that together consitute a manner of expression peculiar to a certain epoch, people, or individual. The manner develop ed during a particular period or within a culture, considered. standard for that t ime or culture, constitutes its specific artistic character of style. For example, the cefference in relative dimensions and ways of interpreting spece distinguishes the Romanesque perind from the Gothic, When the term is applied to a peaple, as to the Italians it may alse be called a school of art. The individual characteristics and idiosyn

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

crasies of an artists work make up his personal style It may be a par ticular treatment of details, composition or handling of Meterials that remains a co Instant in his expression and indicates his individual manner of working, as the style of Rephel. (Mc Graw Hill Dictionary of Art Volume 5 Rouavid zYL. New york Edited by Bernerd S. Myers 1959(.

ڈاکٹر بھولاناتھ تیواری کے مطابق۔

ادستالس استیر (STARE) گریگ میں اسٹائی لوس(STYLOS) اور لیٹن میں استائی لس(STYLUS) وغیرہ کی شکلوں کو دیکھا جاسکتا ہے۔

لیٹن استائس، اس پتھر ہڈی یا دھات کے اس قلم کے لئے مراد ہوتا ہے جسے موم چڑھی تکیوں پر لکھتے ہیں۔ نوع تحریر نے استائی لس میں قسم ضرورت اور طریق کی گنجائش پیدا کردی۔ پھر زبان و بیان کے طریق کیلئے یہ لفظ استعمال ہونے لگا۔ انگریزی، فرانسیسی، روسی وغیرہ زبان میں لیٹن لفظ اسٹائل وغیرہ شکلوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

ہندی وشوکوش میں اسلوب کیلئے مندرجہ ذیل الفاظ درج ہیں

۱۔ چال، ڈھب، ڈھنگ

۲۔ تاریق، رواج، رسم، روایت

۳۔ ضابطہ، طرز، طریق

۴۔ فقرہ کی تشکیل کے نوع

۵۔ سختی، کرختگی، ٹھوس

۶۔ بت، مجسمہ، پتھر کی مورتی

ان سب لغوی تعریفوں کے بعد معروف عالم، لغت فارسی، لغت نامہ دہخدا کی تشریح بھی دیکھیے جو تمام تعریفوں کا حصار کیے ہوئے ہے۔

اسلوب (ا) (IE) گونہ (ریختی) (التسامی فی الاسامی) (ترجمان القرن علامہ جرجانی) (منتہی الادب) راہ، (وطواط) (منتہی الادب) طریق، شیوہ، روش، منوال، طرز، نمط، وضع، (غیاث) طور، روش، (منتہی الادب) وتیرہ، سبک، ہنجار، نہج، منہج، سان، وجہ، مذہب، سیرت، رسم، واز، اسلوب، کتاب، فراتر نثوی واز تکلف وتصلف مجانبت نمانی، (ترجمہ کیینی ص 14 ج: اسالیب، قانون (موید الفضلا) قاعدہ (موید الفضلا) فن، نوع: اسالیب کلام، انواع کلام، فی اسالیب من القول، ای فنون منہ. (موید الفضلا) ج: اسالیب "(بحر الجواہر) ج الاسالیب" گردن شیر مشیر (منتہی الادب) بلندی، بنی (منتہی الادب) جنسی از طعال وخوردنی (جہانگیری) شفنامہ منیری (موید الفضلا) (آشدراج)" (اخ) نام پادشاہی ہم بودہ است (برہان) (آشدراج)" (اخ) نام حکیمی است (جہانگیری) (شفنامئہ منیری) (موید الفضلا) (برہان)

ان لغوی تعریفوں کو قلم، طرز تحریر، یا طریق تحریر اور مصنف کی ذاتیات سے منسلک کرسکتے ہیں۔ لیکن اسلوب کا استعمال صرف طرز تحریر کے معنوں میں نہ ہوکر فنون لطیفہ کے دوسرے ضابطوں میں بھی ہوتا ہے۔ یہاں فن کار کی طرز تحریر سے ہی بحث مراد ہے۔

۱۔ اسلوب کسی چیز کے ہونے کا ایک ڈھنگ ہے۔" (ہنری موریری)

۲۔ اسلوب تخلیق کا وہ عظیم اور متحرک اصول ہے، جسکے ذریعہ فن کار اپنے موضوع کی گہرائی میں اتر کر اس کے (موضوع) کا جائزہ لیتا ہے۔" (گیٹے)

۳۔ اسلوب سے زبان میں معجزے کا امتزاج پیدا ہوجاتا ہے۔ اور اسلوب میں بات کہنے کا ڈھنگ بھی شامل ہے۔" (ارسطو)

۴۔ اسلوب وہ ذریعہ ہے، جس کی بنیاد پر آدمی ایک دوسرے سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ ادبی اسلوب وہ ذریعہ ہےجس سے ایک آدمی دوسرے آدمی کو متحرک کرتا ہے۔ (لوکس)

۵۔ اسلوب مصنف کی شخصیت کا اٹوٹ اور بے حد مربوط عنصر ہے۔

۶۔ اسلوب فنی خصوصیات یا قوت اظہار کا مترادف ہے۔" (گرینی)

۷۔ احسن اسلوب(Good Style) تقریباً متوازن معنی والے الفاظ میں انتخاب ڈے تشکیل پاتا ہے۔ (واربرگ)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

۸۔ کینتھ بروکس اور رابرٹ پین وارین کے مطابق "اسلوب لفظوں کا انتخاب اور فقروں میں ان کی مخصوص ترتیب سے تشکیل پاتا ہے۔" ان کے مطابق موضوع پر مبنی ہے انگریزی کی مشہور مثال" نظم عظیم کی عظیم ترتیب ہے۔"میں بھی انھیں دونوں باتوں کی طرف اشارہ ملتا ہے۔(سیبک) وغیرہ نے اسلوب کو اجتناب قرار دیا ہے ان کے مطابق زبان کے عمومی سطح یانارم اجتناب یا گریز اسلوب ہے۔

۹۔ اسلوب، فقرے کے باہمی تنظیم سے پیدا (INTER SENTENCE) انفرادیت ہے۔(اسپورٹا اورہل)

.Poetry is the best words in best order

۱۰۔ حسن کلام کی شناخت جس صفت سے ممکن ہو اسلوب ہے۔"(مری)

۱۱۔ جب فکر کو شکل دے دی جاتی ہے تو اسلوب جنم پاتا ہے۔"(افلاطون)

۱۲۔ اسلوب دماغ کی خارجی تصویر ہے۔(شوپنہار)

۱۳۔ اسلوب لباس کا افکار ہے۔(جیسٹر فیلڈ)

۱۴۔ اسلوب کے ذریعے سوچنا ہے۔(نیومین)

۱۵۔ اسلوب تکنیک کا مسئلہ نہیں بلکہ نظر کا مسئلہ ہے۔(پراوسٹ)

۱۶۔ شخص ہی اسلوب ہے۔(بفن)

۱۷۔ اسلوب موضوع(فکر یا احساس) اور زبان سے الگ ایک موثر عنصر ہے۔(اسٹنڈہال)

۱۸۔ اسلوب فکر اور اسے اظہار کرنے والی زبان پر اپنا اثر ڈالنے والی شئے کا نام ہے۔(چارس بیلی)

۱۹۔ لسانی ذرائعوں سے کسی قاری میں موجود اثر ہی اسلوب ہے۔(شیلڈر)

۲۰۔ اسلوب کے معنی ہیں، فنی اظہار میں انفرادیت کی موجودگی"(میرشن)

۲۱۔ ہر شخص کی اپنی طرز ہوتی ہے۔(ڈاکٹر جانسن)

۲۲۔ مصنف کی طرز اتنی ہی ہوتی ہے جتنی اس کی انگلی کی چھاپ۔"(براؤن)

۲۳۔ ذریعہ تنظیم و تشکیل میں منہمک فن کار کی انفرادیت ہی اسلوب ہے۔(دولے)

ان تعریفوں کے علاوہ چند وضاحتی تعریفیں قابل توجہ ہیں جو ماہر اسلوبیات کے عمیق نظروں سے ماخوذ ہیں۔مثال کے طور پر؛۔

سوئفٹ نے مناسب مقام پر لفظوں کے استعمال کو ہی اسلوب کی صحیح تعریف قرار دیا ہے۔سوئن برن اور رسکن کی خوبصورت طرز اس کی مثال ہے۔جہاں عظیم، دلچسپ، خوبصورت، تخلیقی نظام موجود ہے۔عمومی مطلبمیں کسی ادبی تخلیق کی وہ خصوصیت جس کا تعلق خیال یا موضوع کی مناسبت صورت یا اظہار ہی سے ہوتا ہے، اسلوب کہلاتا ہے۔یہاں یہ الفاظ عظمت اور حسن کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ڈی کیونسی نے ذہنی مسرت بخشنے کی قوت کو طرز قرار دیا ہے۔

عمومی ماحول میں بات چیت کرنے کا ڈھنگ یا بول کا لہجہ، باسول: عوامی آزادی کے سامنے سخت چیزوں کو پیش کرتے ہوئے وہ ڈاکٹر جانسن اپنے معروف لہجے (اسٹائل) میں بول رہے تھے۔ڈاکٹر جانسن کا تعارف اسی مناسبت سے لغت میں اور لفظ مرقوم ہے مثل مختلف فنون کی ذریعہ تخلیق، آدمی کے اظہار خیال کا ڈھنگ فیشن وغیرہ مڈلٹن سرے نے تین مختلف تعریفیں دی ہیں!۔

۱۔ انفرادی خصوصیات۔

۲۔ موضوع کے اظہار کا طریق کار۔

۳۔ ادب کی تخلیقی قوتوں کے اسباب۔

۱۔ انفرادی خصوصیت کے لحاظ سے، اسلوب خود ہی آدمی ہے۔بفن کی تعریف پیش کی جاچکی ہے شوپنہار کے مطابق،"باطن کی خارجی تصویر اسلوب ہے بھارتی آچاریوں میں دنڈی نے شاعری کی صورت حال کو اسلوب بنایا ہے۔اور کنتک نے فطرت شاعر کو اسلوب سے تعبیر کیا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

۲۔ اسلوب موضوع کے اظہار کا طریق کار ہے۔ سوئفٹ مناسب ترین لفظوں کا مناسب استعمال اسی معنوں میں لیتا ہے۔

۳۔ اسلوب فنی لوازمات کا اظہار ہے اور اس طرح وہ ادب کی عظیم ترین چیز ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق حسن خوبی کو بھی اسلوب کے معانی میں لیا جاسکتا ہے۔ ڈی کیونسی نے اس نظریے کے تحت کہا ہے کہ اسلوب موضوع سے ہٹ کر ایک مخصوص نوع کا ذہنی انبساط فراہم کرنے کی قوت رکھتا ہے۔

اسلوب کی تشکیل اور اس کی صفات

اسلوب بہت ہی نایاب چیز ہے اس سبب سے کہ صاحب اسلوب اس سے بھی نایاب تر چیز ہے اور ہزاروں میں ایک پیدا ہوتا ہے۔ اچھی تحریر دلکش تحریر خوبصورت تحریر، شستہ، شائستہ اور رواں تحریر فن تحریر پر دسترس کا نتیجہ ہے جو محنت، لگن اور مشاقی سے حاصل ہو سکتی ہے لیکن اسلوب ان سے اور شے دیگر ہے جس کا تعلق منفرد شخصیت اور بے مثال تخلیقی تخیل سے ہے۔

"اردو کی مخصوص تہذیبی فضا کی وجہ سے نثر کے چند اسالیب پیدا ہوئے تھے مثلاً بیگماتی زبان، قلعہ معلی کی زبان اور فسانہ آزاد اور فسانہ عجائب کا مقفّیٰ اور مسجّع اسلوب ان میں سے کوئی بھی اسلوب STANDARD اسلوب نہیں بن سکا۔ یعنی ایک ایسا NORM جسے حاصل کرنے اور اس پر اپنی انفرادیت کی چھاپ لگانے کی خواہش ہر لکھنے والے کا نصب العین ٹھہرے جیسا کہ شاعری میں ہوتا ہے اگر ایسا ہوتا یعنی قلعہ معلی کا محاورہ یا دہلی کی ٹکسالی اردو نثر کا معیار قرار پائی تو پنجاب سے ایک بھی افسانہ نگار پیدا نہ ہوتا حالاں کہ سب سے بڑا افسانہ نگار اردو اسی سرزمین کا عطیہ ہیں۔" (پروفیسر وارث علوی)

ایک ادبی اسلوب کی سب سے عظیم شرط جو صرف ایک لفظ سے ادا کی جاسکتی ہے اور وہ لفظ ہے، READABLE یعنی قابل مطالعہ جس کو عملی طور پر روزمرہ کے خطوط میں دیکھا جاسکتا ہے۔ یہاں "READABLE" سے مراد دلچسپی ہے کہ ان پڑھ لوگوں کے خطوط۔

بقول ڈسٹریلی (DISRAELI) اپنے موضوع پر قابو پانا اور اس پر مکمل دسترس حاصل کرنا بہتر اسلوب ہے۔ یہ جاننا کہ ہمیں کیا کہنا ہے اور پوری آزادی سے کہنا ہے اور انفرادیت سے کہنا ہے، بہتر اسلوب کی بہترین و عظیم نکات ہیں۔ اس لحاظ سے اسلوب کی خالصیت اس کی بنیادی شناخت قرار پائے گی جسکے سبب وہ اسلوب اپنی ذات سے کتنا خالص ہے؛ اس امر پر ڈی ڈالتے ہوئے آر۔ ڈی۔ بلیک میں رقمطراز ہیں۔

"Style has been defined to be the pecultear a manner in which a man express his conseption through the medium of language The style of an author is always intimately connected with his manner of thing it is a picture of the ideas which in his mind, and of the manner in which they arise".

لیکن یہاں وقت طلب مسئلہ یہ ہے کہ سٹائل اور جذبات میں کیسے فرق کیا جاسکتا ہے۔۔۔۔ اس چیز کا مطالعہ ہم دو توضیحی سرخیوں کے ذیل میں کر سکتے ہیں اور وہ ہے شفافیت اور تزئین۔ انھیں دونوں اجزا سے اسلوب کی اساسی صفات تشکیل پاتی ہیں۔ شفافیت فن کار سے بے حد احتیاط کا مطالبہ کرتی ہے اور بغیر اس خصوصیت کے تاریکی سے روشنی اور اضطراب سے مسرت نمودار نہیں ہو سکتی اور نہ ہی فن کار کو تزئین نصیب آسکتی ہے۔

اسلوب کی شفافیت صرف ایک لفظ یا ایک محاورے یا ایک استعارے سے ہماری توجہ کے رخ کو موڑ دیتی ہے۔ اور پھر موڑے گئے زاویوں سے ہی صاحب اسلوب فن کار فقروں کی تشکیل کرنے لگتا ہے۔ لوکس نے شفافیت کے بجائے واجبیت کی اصطلاح پر اطمینان ظاہر کیا ہے اور PROPRIETY جس میں DECORUM کا عنصر بھی موجود ہے، پر زور دیا ہے ظاہر ہے کہ PERSPICIVITY اور PROPRIETY میں نہایت کم فاصلہ ہے مفہوم ایک ہی ہے یا یوں کہئے کہ دونوں میں موجود ہوتی ہے گویا PERSPICIVITY میں تین خصوصیات کا موجود ہونا نہایت ضروری ہے۔

(۱) خالصیت (۲) معقولیت (۳) صحت مندی یا اختصار پسندی

اسلوب کی خالصیت لفظوں کی ہنر کاری پر مبنی ہے اور ایسی تشکیل پر بھی جس کا تعلق زبان کے محاوروں سے ہوتا ہے یا صفتوں اور ضرب الامثال سے یا دوسری زبان سے لئے گئے محاوروں سے یا متروکات یا نئے پروردہ لفظوں سے یا ایسے طریق استعمال سے جو بغیر سند کے رائج ہیں۔ اسلوب کی (معقولیت) ایسے ہی لفظوں کے انتخاب پر مبنی ہے جو بہترین اور بے حد معتبر استعمال سے مناسب ترین خیالات کا متوازن ترین طریقہ سے اظہار کرتے ہیں۔

Vol. 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

صاحب اسلوب کو چاہئے کہ وہ ایسے الفاظ کا انتخاب (CHOICE) کرے جو اس کے خیالات کو پراگندہ نہ کر سکیں۔ بلکہ خیالات کی مکمل طور پر عکاسی کریں۔ لیکن اگر وہ چاہے تو ایسے الفاظ کا بھی استعمال کر سکتا ہے۔ جن کا اندرون، ذلالت اور ابتذال (MEAN & VALGAR) سے تشکیل پاتا ہے۔ ظاہر ہے اسلوب کی معقولیت سے ایک نوع کی شائستگی پیدا ہوتی ہے۔

عابد علی عابد نے واجبیت یا معمولیت کے مقابلے میں قطعیت کی اصطلاح کا استعال کیا ہے جس کی تعمیر نسکر کی پیچیدگی اور جدہ بے کے دقیق پہلو سے ہوتی ہے اور ایسے الفاظ کا تقاضہ کرتی ہے جو چاہے مغلق اور بے چیدہ ہوں لیکن وضاحت مطلب کے اعتبار سے وہ کسی طرح سادگی سے کم ہوں۔ نقول موصوں کے تلیت اسی کو کہتا ہوں اور سادگی سے مت کرتا ہوں اب سادگی کے اصطلاح سے اکثر نقادوں کو مغالطہ ہوتا ہے تحریر کا سپاٹ پن اور اس کی خشکی کو سادگی منطبق کرنا بیکر نادانی ثبوت پیش کرتا ہے۔ سادگی خوبصورت کو مزید خوبصورت بناتی ہے۔ لوکس کے الفاظ میں کچھ تصرف کر کے یوں کہا جاسکتا ہے کہ:۔

فنکار اپنے قارئین سے خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتا ہے۔ یہ بات مناسب نہیں کہ اگر بات معمولی اور سیدھی سادی ہو تو اس کے لئے الفاظ مغلق اور تراکیب پے چیدہ استعمال کئے جائیں یوں تحریر میں سادگی پیدا ہوتی ہے یہ بھی کج خلقی ہی کی دلیل ہے کہ فن کاران کو خواہ مخواہ ایک معمہ نما پارہ یا غزل یا غزل کا کوئی شعر دے دے اور یوں ان کے وقت کے منباع کے باعث ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قطعیت کا خیال رکھتا ہے۔ یہ بھی موزوں نہیں کہ فن کار اپنے قارئین کا وقت لینی ضائع کے در آن جائے کہ وہ اپنی بات اس طرح کہہ سکتا ہے کہ اختصار ملحوظ رہے یوں صففت اختصار ہوتی ہے۔

اختصار کا بیان تو شکل نہیں سادگی اور قطعیت میں فرق کرنا مزدری ہے بات یہ ہے کہ جہاں بنیادی محرک یا فکر کا دہ پہلو بنائے ادب بنتا ہے، سادہ ہوتا ہے اور اس میں کسی قسم کی پے چیدگی نہیں تو سادگی (جسے سلامت اور صفائی بھی کہا جاسکتا ہے) پیدا ہوتی ہے یہاں الفاظ کبھی معانی کے لوازم کے پہلو بہ پہلو سادہ ہوتے ہیں اور مطلب بالکل واضح ہوتا ہے۔

اردو نثر نگاروں میں غالب کے بعض خطوط اور حالی کی نثر کے بعض حصے۔ سرسید کے مضامین اور مکاتیب (جو فقہی مسائل سے تعلق نہیں) سادگی کی نہایت اچھی مثالیں ہیں۔۔

لوکس تصریح کرتا ہے کہ سادگی (Y CLARIT) ہے عابد علی عابد نے اسی جگہ قطعیت کا کلمہ استعمال کیا ہے اسی لئے ضروری ہے کہ زبان کا مقصد اصلی و بنیادی ابلاغ ہے کہ آپ اپنے خیالات وافکار وجذبات دوسروں تک منتقل کر سکیں اگر اس میں کامیابی ہوئی کو تخلیق ادب کا مقصد فوت ہو گیا۔

عابد علی عابد جو آزاد کے حوالے سے سادگی پر بہت عمدہ بیان صادر کرتے ہیں؛ آزاد نے دربار اکبری (۱۹۱۰ء) کی ابتدا جس طرح کی ہے وہ سادگی کے شائقین کے قابل غور ہے۔ ذرا پارہ بندہ (PARABRADH) اور فقرہ سازی کا جوہر دیکھئے اور شعر کے مقابلے میں تشبیہ و استعارے کی بہار پر غور کیجئے تب معلوم ہو گا کہ یہ نثر نگار کس پائے کا آدمی تھا۔

امیر تیمور نے ہندوستان کو زور شمشیر سے فتح کیا مگر وہ ایک بادل تھا کہ گرجا، برسا اور دیکھتے دیکھتے کھل گیا۔ بابر اس کا پوتا چوتھی پشت میں ہوتا تھا سوا سو برس کے بعد آیا سلطنت کی داغ بیل ڈالی حتی کہ اسی رشتے ملک عدم روانہ ہوا۔ ہمایوں اسکے بعد بیٹے نے قصر سلطنت کی بنیاد کھودی اور کچھ اینٹیں بھی رکھیں مگر شیر شاہ کے اقبال نے اسے دم نہ لینے دیا۔ آخر میں اس کی طرٹ پھر ہوا سے اقبال کا جھونکا آیا تو عمر نے وفا کی۔ یہاں تک کہ ۹۶۳ھ میں یہ بااقبال بیٹا تخت نشین ہوا۔ تیرہ برس کے لڑکے کیا بساط۔ مگر خدا کی قدرت دیکھو اس نے سلطنت کے عمارت کو انتہا کے بلندی تک پہونچا دیا۔ اور بنیاد کو ایسا استوار کیا کہ پستوں تک جنبش نہ آئی۔ وہ لکھتا پستان جانتا تھا پھر بھی اپنی نیک نامی کے کنائے یسی قلم سے لکھا گیا کہ دن رات کی آمدورفت اور ملک کی تردشیں انہیں گھس گھس کیٹاتی رہیں مگر وہ جنا گھتے ہیں: اثناہی چمکتے ہیں۔ اگر جانشین بھی اسی راستے پر چلتے تو ہندوستان کے رنگارنگ فرقوں کو دریائے محبت پر ایک گھاٹ پانی پلا دیتے، بلکہ اس کے آئین ملک ملک کے لئے ہوئے۔ (دربار اکبری۔ آزادی ۱۹۱۰ء ماخوذ اسلوب ۹۹)

شائقین سادگی کے لئے قابل غور یہ تحریر سادگی کی معنویت میں قطعیت کے اضافے کے بجائے ایک الہام پیدا کرنے میں معاون ہے۔

شائقین سادگی کے لئے ایک سادہ مزاج، سادہ بیان اور سادہ اسلوب کے حامل فنکار کے خیالات بلا تبصرہ پیش ہیں۔ اس سادے فنکار کا اسم گرامی "صرف "مولوی عبدالحق ہے میں کو اردو دنیا نہایت احترام سے "بابائے اردو کے نام سے یاد کرتی ہے، لکھتے ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

زبان کا آسان ہونا کافی نہیں، اس میں جان، اثر اور لطف ہونا چاہئے اور یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ ایسی زبان صرف کامل ادیب ہی لکھ سکتے ہیں ورنہ ایسی تحریر سے کیا فائدہ جو سپاٹ بے مزہ اور بھدی ہو۔ دوسرے ہر ایک کا طرز تحریر الگ ہوتا ہے کسی کا کوئی رنگ ہے کسی کا کوئی ڈھنگ، یہ ہر ایک کے مزاج اور افتاد طبیعت پر خصر ہے۔ ہم کسی کو مجبور نہیں کر سکتے کہ یوں نہیں یوں لکھو اگر مجبور کریں بھی تو ممکن نہیں۔ وہ نیا ڈھنگ تو اختیار کرے گا، اپنا بھی بھول جائیگا میرے کہنے کا منشا یہ ہے کہ یہ وآج کل چاروں طرف آسان آسان، کا پرچار کیا جا رہا ہے، مجھے تو بے جا سا معلوم ہوتا ہے۔ لفظ کوئی بے جان چیرت ہے نہیں کہ جہاں چاہا اٹھایا۔ رکھ دیا۔ اس کے گنوں کو پرکھنے والے مشاق ادیب ہی ہوسکتے ہیں کسی اعلیٰ درجہ کے ادیب یا شاعر کا کلام اٹھا کر دیکھئے ہر لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک نگینہ ہے جو اپنی جگہ جڑا ہوا ہے۔

۲۔ سادہ لکھنے کے معنی یہ نہیں کہ ہم اپنی تحریر میں سادہ اور سہل لفظ جمع کر دیں اور کوئی مشکل لفظ نہ آنے پائے سادگی کے ساتھ جب تک تحریر میں لطب کشش اور اثر نہ ہو وہ ادب میں شمار نہیں ہوسکتی ایک پھسپھی بے جان اور بے اثر تحریر کا لکھنا نہ لکھنے سے بدتر جب تک میں لکھنے والے کی روح شریک نہ ہو وہ کلام مردہ ہوگا اور دلوں میں گھر نہیں کر سکتا۔ کلام

۳۔ ایک ادیب کا قول ہے کہ،" ایک اعلی درجہ کے باکمال شخص اور ایک احمق میں صرف ایک چیز مشترک ہے اور وہ ہے سادگی "ایسی سادہ زبان لکھنا، جس میں سلاست کے ساتھ لطف بیان اور اثر بھی ہو، صرف باکمال ادیب کا کام ہے۔ محض سیدھے سادے لفظ جمع کر لینا اور سپاٹ، بے لطف، بے جان تحریر لکھنا نہ لکھنے سے بدتر ہے۔

۴۔ سادگی و پرکاری کمال صناعی ہے، اس میں ادب بھی شامل ہے، سادہ زبان لکھنا آسان نہیں، سادہ زبان کے یہ معنی نہیں کہ آسان لفظ جمع کر دیئے جائیں ایسی تحریر سپاٹ اور بے مزہ ہوگی، سلاست کے لطف و بیان اور اثر بھی ہونا چاہئے یہ صرف باکمال ادیب کا کام ہے۔

اسلوب اور اس کا دائرہ عمل

نوطرز مرصع میں زمانے میں لکھی گئی یعنی آخر اٹھارہویں صدی عیسوی میں اس وقت زبان و بیان کا معیار فارسی انشاپردازی کے تتبع میں ہی تھا کہ عبارت میں تکلف و تصنع بہت ہو سیدگی سی بات بھی تشبیہ واستعارے کے پردے میں کہی جاتی تھی۔ رعایت لفظی کا بہت خیال رکھا جاتا تھا اور صنائع لفظی و معنوی کا التزام خاص طور سے کیا جاتا تھا ۔کسی کے معائب یا محاسن بیان کرنا ہوتے تو وہاں بھی مبالغہ غلو کی حد تک پہنچ جاتا تھا عبارت آرائی کی خاطر ذرا سی بات کو بیجا طول دیا جاتا تھا غرض کہ یہ تمام لوازم اس زمانے کی انشاپردازی کا معیار تھا جو انشاپردازان خوبیوں کے ساتھ عبارت نہ لکھ سکتا۔ انشاپرداز اور ادیب نہ سمجھا جاتا تھا۔
(پروفیسر نورالحسن ہاشمی)

اس دور میں نوطرز مرصع کا یہی وہ معیاری اسلوب تھا جس کو اختیار کر کے اس دنیا میں یادگاری رہ سکتی تھی۔ فضلی نے جب کربل کتھا لکھی تو اس میں معذرت کا لہجہ اختیار کیا اور کہا کہ یہ عورتوں کے لئے لکھی گئی ہے اس لئے اس میں ایسی زبان استعمال کی گئی ہے جو ان کی سمجھ میں آسکے میر امن نے باغ و بہار لکھی تو اس میں بھی معذرت کا لہجہ موجود ہے۔ اردو میں تحسین اس خاص طرز و اسلوب کے بانی ہیں۔ یہ ایک ایسا اسلوب تھا جو اس تہذیب کے تصور و حقیقت اور طرز احساس سے پوری مطابقت رکھتا تھا۔ نو طرز مرصع" کے اسلوب کی اولیت واہمیت کی داد اسی وقت دی جاسکتی ہے جب اس تصور حقیقت کو پیش نظر رکھا جائے میں نے اس منفرد اسلوب کو جنم دیا تھا۔ محمد حسن عسکری نے لکھا ہے کہ وہ ہر طرز احساس حقیقت کے ایک خاص تصور سے پیدا ہوتا ہے اور جب تصور بدلتا ہے تو طرز احساس بھی بدل جاتا ہے، بلکہ ایسے چپکے سے بدلتا ہے کہ ہم مدت تک یہی سمجھتے رہتے ہیں کہ ہم جیسے تھے اب بھی ویسے ہیں ہمارے ہاں جب انگریزوں کا اثر پھیلا تو ہمیں اپنے ادب میں تبدیلیاں کرنے کی ضرورت تو محسوس ہونے ہی لگی مگر اس سے بھی بڑی بات یہ ہوئی کہ ہم اپنی زبان کے خصائل کو سمجھنے کی صلاحیت آہستہ آہستہ کھونے لگے اور اردو زبان سے قاعدے انگریزی اصولوں کے مطابق ترتیب دینے لگے۔ پرانے طریقے سے لفظ کی تین قسمیں ہوتی تھیں۔ اسم، فعل، حرف۔ اب انگریزی دستور کے مطابق لفظ کی آٹھ قسمیں بنائی گئیں اور انھیں آسان کا نام دیا گیا لیکن اصل یہ تھی کہ انگریزوں کے اثر سے ہمارے لئے حقیقت کا روائتی تصور مشکل چیز بنتا جا رہا تھا اور ہم غیر شعوری طور پر انگریزوں کا تصور قبول کرتے جا رہے تھے اور حقیقت کا تصور بھی بدل رہے تھے (اسی بدلے ہوئے تصور حقیقت کی وجہ سے ہم نوطرز مرصع، کے اسلوب پر آج مکروہ ثقیل مصنوعی اور سطحی ہونے کا الزام لگاتے ہیں اور اس طرح اپنے ماضی کو اپنے وجود سے کاٹ کر الگ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ حسن عسکری نے لکھا ہے کہ "ماضی کو قبول کئے بغیر نہ تو ہم اس سے تخلیقی طور پر فائدہ اٹھا سکتے ہیں، نہ اس سے چھٹکارا پا سکتے ہیں اس طرح تو ماضی کا بھوت ہمارا گلا دبائے رکھے گا اور ہمیں سانس تک نہیں لینے دے گا آجکل لکھنے والے تو یہ بات اپنے آپ سے پوچھتے بھی نہیں کہ ماضی سے ہمارا علاقہ کس

Vol. 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

قسم کا ہے اور ہمارے طرز احساس میں ماضی کے اجتماعی تجربے کو کیا دخل ہے۔ اس بات سے واقف ہوئے بغیر اردو کے اسالیب میں معنی خیز ترمیمات اور اضافے کیسے کر سکیں گے۔

”آج لو طرز مر بصع کی عبارت پر یہ اعتراف کیا جاتا ہے کہ اس کی زبان رنگین طرز ادا مصنوعی اور پر تکلف ہے لیکن یہ بات کہتے وقت اس بات کو بھلا دیا جاتا ہے کہ جیسے باغ و بہار فورٹ ولیم کالج کی خاص ضرورت کے پیش نظر لکھی گئی تھی اسی طرح نو طرز مرصع نواب شجاع الدولہ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے لکھی گئی تھی ایسی لئے میر امن نے دہ اسلوب اختیار کیا جو، باغ و بہار میں نظر آتا ہے اور تحسین نے وہ اسلوب جو نو طرز مرصع میں ملتا ہے تحسین کا کمال یہ ہے کہ اس نے فارسی کے انشاء پر دانہ اسلوب کو اردو کا اسلوب بنا کر اس طور پر پیش کیا کہ اردو زبان کے ہاتھ ایک نیا اسلوب آگیا۔ یہ اسلوب اس دور کا اتنا مقبول اسلوب تھا کہ میر بہادر علی حسینی نے "نثر بے نظیر کو دوبارہ لکھا۔ ایک بار فورٹ ولیم کالج کی ضرورت کے مطابق عام سادہ اسلوب میں اور ایک بار نو طرز مرصع سے انشاپر دازانہ اسلوب میں نو طرز مرصع کا اسلوب ایک مخصوص طرز احساس کا ترجمان ہے اور یہ وہ طرز احساس ہے جو آج ہمارا طرز احساس نہیں ہے جب کسی زبان کے بولنے والوں کا طرز احساس بدلتا ہے تو اسی کے ساتھ اس زبان کا اسلوب بھی بدل جاتا ہے نو طرز مرصع ہمیں یہ بات یاد دلاتی ہے کبھی ہمارا یہ طرز احساس تھا اسی طرز احساس کی وجہ سے شاعری ہمارے خون میں شامل تھی اور اسی وجہ سے نو طرز مرصع کا اسلوب دلکش و جادو اثر معلوم ہوتا تھا، نو طرز مرصع، میں ہمیں تین اسالیب ملتے ہیں، ایک وہ جو ہمارے روائتی طرز احساس سے مطابقت رکھتا ہے جس میں استعاروں کے ذریعے بات کی جاتی ہے اور مسجع و مقفی عبارت سے تخیل میں رنگ بھرے جاتے ہیں۔ اس پر فارسی جملے کی ساخت کا اثر غالب ہے۔ یہ اسلوب پہلے درویش کی داستان میں نمایاں ہے۔ دوسرا وہ اسلوب ہے جہاں یہ اسلوب سادہ و عام عبارت کے ملنے سے پھیکا پڑنے لگتا ہے۔ تیسرا وہ اسلوب ہے جو داستان میں فرنگی کرداروں کے آنے کے بعد سادہ و عام فہم ہو جاتا ہے اور جس کے اکثر حصے میر امن کی، باغ و بہار اور شاہ عالم ثانی کی عجائب القصص، کی نثر سے مماثل ہیں۔ نو طرز مرصع جہاں اپنے مخصوص طرز وجہ سے تاریخی اہمیت کی حامل ہے وہاں اس کے دوسرے اسالیب بدلتے ہوئے معاشرتی وسیاسی حالات کے زیر اثر ہمارے بدلتے ہوئے طرز احساس کا پتا دیتے ہیں۔“ (ڈاکٹر جمیل جالبی)

اسلوبیات کے دائرہ عمل کی دو شکلیں ہیں۔

(۱) اسلوبیات بمعنی ادبی اسلوب جس میں علوم و فنون کی مختلف شاخیں آجاتی ہیں۔

(۲) اسلوبیات بمعنی فنی اسلوب جس میں لسانیات کے ضابطے آجاتے ہیں۔

ادبیات:

ادب کی تمام شاخوں اور سمتوں سے بحث کرتا ہے جب کہ اسلوبیات کا محض اسلوب سے واسطہ ہے گویا ادبیات میں اسلوبیات کا مطالعہ مضمر ہے۔

اسلوبیات کے تجزیے میں لسانیات کا استعمال کار آمد ہے یا اسلوبیات کے تجربات کے لئے لسانیات کا استعمال ضروری ہے' قابل غور امر ہے۔ لیکن در حقیقت خالص اسلوبیات کے ضمن میں یہ سب نہیں ہے بلکہ اس میں اجتناب یا انتخاب کے ذریعہ فن کار اتحاد واختلاف اتصال اور انقطاع کے طریق کار کو استعمال کرتا ہے جن میں فنکارانہ حسن ہوتا ہے، گویا معانی سے آگے حسن کی تخلیق اسلوبیات کا اصل مقصود ہوتا ہے۔ باوجود اس امر کے لسانیات اور اسلوبیات کا ایک مضبوط رشتہ ہے اور ماہرین لسانیات نے اسلوبیات کو ایک سائنس قرار دیا ہے اور سماجی تناظر میں اسلوبیات کو دضاحتی لسانیات کی ایک شاخ قرار دیا ہے۔ جو ادبی اظہار کے جملہ عناصر ترکیبی کا مروضی طور پر جائزہ لیتی ہے۔ اس امر کا مطالعہ مختلف ابواب میں پوری جامعیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

ادبیات تمام فون علوم کے حسن سے بحث کرتا ہے۔ جب کہ اسلوبیات کا تعلق لسانیاتی جمال سے ہے۔ صرف میڈیم کے نور سے نہیں بلک فکری عناصر کے لحاظ سے بھی لسانی جمالیات کا دائرہ بہت وسیع ہے جمالیات کی تین شاخوں صورت گری تاثر پسندی اور باطنیت سے اسلوب کا رشتہ بہت گہرا ہے۔ تاثریت اور باطنیت کا تعلق تعینات سے ہے، غرضکہ اسلوبیات واسطہ سے جمالیات کی لسانیاتی صورت کا وسیع مطالعہ کیا جاسکتا ہے جب کہ عابدیلی عابد نے کروچے کیواسطے سے جمالیات تخلیقی عمل اور اسلوب کا مطالعہ نہایت وسعت نظر سے کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

(کردچے کے نظریے کے مطابق) تخلیق کے مخصوص عمل کو چار مدارج میں مشکل کیا جاسکتا ہے:

ا۔ تاثرات

۲۔ اظہار یعنی متخیلہ میں وجدانی امتزاج یا ترکیب۔

۳۔ وہ قوت جو فنکار کو اس امتزاج سے حاصل ہوتی ہے

۴۔ اس جمالیاتی حقیقت کا مادی صورت پزیری مثلاً آوازیں، حرکتوں، خطوط اور رنگوں وغیرہ کے امتزاج سے فن پارے کی تشکیل ہوتی ہے لیکن ان مدارج میں جنکی نوعیت صیح معنوں میں جمالیاتی ہے وہ نمبر ۲ ہے اور نمبر ۳ اور نمبر ۴ محض اسکا ضمیمہ ہے یا تمیمہ ہیں۔ فنکار اپنی تمام وجدانی کیفیات کو جب تخیل میں سمو کر انکو ایک خارجی شکل دیتا ہے تو جو کیفیات فنکار کے ذہن میں تھیں ان میں سے کچھ کیفیات ایسی ضرور ہو گی جنکا اظہار نہیں ہو پاتا جدید اسلوبیات کا علم فن کار کی گھٹن کا صحیح اندازہ لگانے یں ہبجد کامیاب ہو سکتی ہے۔ اگر فنکار کے جمالیاتی رویہ کا اندازہ اسلوبیات سے جوڑنے میں کامیابی حاصل کی جا سکے جمالیاتی رویہ کیا ہے؟ قاضی عبدالستار اکا خیال محل بیان ہے لکھتے ہیں۔

جمالیاتی رویہ وہ رویہ ہوتا ہے جو کسی شئے کی اہمیت پر پوری ہمدردی کے ساتھ اسے لاحقوں اور سابقوں سے بے نیاز ہو کر، توجہ کے ساتھ غور وفکر کی تحریک پیدا کرے۔

اس جمالیاتی رویہ کو اسلوبیات سے متعلق کرتے ہوئے ایچ، ڈبلیو، جانسن کا خیال میں کیا جا سکتا ہے H.W.JOHNSON لکھتے ہیں:

اسلوب کا حسن وجمال سے گہرا تعلق ہے اور وہ حسن جو انسان کے دماغ میں موجود ہے۔ ایک بچہ کسی چیز کو جس طرح پیش کرے گا اس کے مقابلے میں ایک بالغ دماغ کا آدمی اسی چیز کو پیش کرتے وقت بچے کے مقابلہ میں کہیں زیادہ حسن وکمال پیدا کر دے گا۔

مزید یہ کہ کا اسلوب نقش دل فنکار یا فنکار کے چشم بینا کا پرونا تسلیم کر لیا جائے تو بغیر جمالیات کے مطالعہ کے اسلوب کی تعریف کرنا ہی ناممکن العمل ثابت ہو جائے۔

حوالہ جات

۱۔ سعید، طارق، "اسلوب اور اسلوبیات" لاہور، المطبعۃ العربیہ، ۱۹۹۸ء، ص ۱۴۰

۲۔ ایضاً ص ۱۸۰

۳۔ ایضاً ص ۲۷۳

۴۔ عابد علی عابد، اسلوب، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء، ص ۱۲۰

۵۔ محمد سعید، ادبی تاریخ نگاری میں اسلوب کی اہمیت، مشمولہ، بازیافت شمارہ نمبر ۱۳، ڈاکٹر تحسین مزاجی (مدیر) لاہور

۶۔ محمد سعید، ادبی تاریخ نگاری میں اسلوب کی اہمیت، س۔ن، ص ۱۵۰